

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تصنیفات

40	پاجا سرخ زندگی	5/-	مکہ ایمان و مادیت
8/-	مغرب سے کچھ صاف صاف باتیں	44/-	تذکرہ مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی
2/-	مقام انسانیت	6/-	قادیانیت
2/50	پیام انسانیت	34/-	تاریخ دعوتِ عربیت مکمل
14/-	دریائے کابل سے دریائے یرموک تک	5/-	حضرت مولانا محمد الیاسؒ
14/-	منصب نبوت	3150	مکاتیب مولانا محمد الیاسؒ
40/-	سیرت سید احمد شہیدؒ مکمل	8/-	سوانح حضرت شاہ عبدالقادر درویشیؒ
3/-	عالم عربی کا المیہ	15/-	حیاتِ عبدکئی
11/-	مکاتیب یورپ	12/-	جب ایٹار کی بہار آئی
9/-	فصل البنی مکمل	16/-	پہانے چسپہ رخ
10/-	القراء، المرادشہ مکمل	15/-	شرق اوسط کی ڈائری
6/50	نختہ ارات	8/-	صحبتے با اہل دل
130/-	مروضہ کا یقین	12/-	انسانی دنیا پر سائنس اور جوج و زور کا اثر
7/-	دعائیں	5/-	ہندوستانی مہا
7/-	نیا موفان	5/-	ہندوستانی مسلمان ایک نظریں
1/-	نشانِ راہ	10/-	نقوشِ اقبال
175/-	محبت، فاتحِ عالم	12/-	ارکانِ اربعہ
1/-	محسنِ عالم	10/-	اسلامیت و مغربیت کی کشمکش
1/25	خواص	2/-	شرق اوسط میں کیا دیکھا
1/25	سیرت محمدی دعاؤں کے آئینہ میں		

قادیانیت

انرمولانا سید ابوالحسن علی ندوی

جس کا نام سن کر ہی قادیانی گھبرانے لگتے ہیں۔ یہ کتاب ملک کے باہر اور افریقہ کے بعض حصوں میں اس فتنے کے لیے ایک سنگِ گراں بلکہ پیامِ اجل ثابت ہوتی ہے۔ تاریخی ثقافت، استدلال کی قوت، اسلوب کی متانت اور قلم کی شگفتگی، کتاب کے سارے مباحث میں یکساں طور پر ملتی ہے اور پوری کتاب میں معاندانہ طرزِ کلام کے بجائے خالص علمی اور تحقیقی طرز اختیار کیا گیا ہے تاکہ قبولِ حق میں کوئی رکاوٹ نہ ہو سکے۔

قیمت: 6/-

انگریزی ایڈیشن

عربی

اردو

مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ

مکتبہ اسلام گون روڈ لکھنؤ

میسٹر خیر الدین کا ترجمہ

ماہنامہ



Handwritten Urdu text on the mosque illustration, possibly 'ماہنامہ'.

Monthly Riswan

LUCKNOW

معاون	مدیر
امامہ حسنی	محمد ثانی حسنی
میمونہ حسنی	

۲۵۰۵
۲۵۲

بیادگار امت اللہ تسنم صاب

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

رضوان

ماہنامہ

جنوری ۱۹۷۸ء
۱۳۹۸ھ
محرّم الحرام

جلد ۲۲

مدیر ————— معادینہ

محمد ثانی حسنی
امامہ حسنی، میمورہ حسنی

قیمت فی پرچہ ایک روپیہ

سالانہ چندہ دس روپیہ

مالک غیر منقول پاکستان ڈیڑھ پاؤنڈ

ماہنامہ رضوان گون روڈ لکھنؤ

پاکستان میں توسیل زر کا پتہ

جناب سید حسین حسنی وی، اے، ۱۴/۷، ناظم آباد کراچی پاکستان

تذکرہ

حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

یہ کتاب چودھویں صدی ہجری کے مشہور مقبول بزرگ اور عالم اویں زمانہ حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۰۸ھ - ۱۳۱۳ھ) کے سوانح حیات، حالات و کمالات اور ارشادات و ملفوظات پر مشتمل ہے۔

کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ حضرت مولانا کی صحبت میں جا ہوا ہے اور درد و محبت کی وہ آنچ اس کو بھی محسوس ہو رہی ہے جو مولانا کی سب سے بڑی خصوصیت تھی۔

وہ حضرات جو درد و محبت کے جو یا اور اہل یقین کے طالب ہیں ان کے لیے یہ کتاب بیش قیمت تحفہ ہے۔

4/-

قیمت

مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس لکھنؤ

کیا اور کہا



۳	حمزہ حسنی	اللہ کے نام سے
۵	محمد اکسنی	قرآن آپ سے مخاطب ہے
۷	امۃ اللہ تسنیم	حدیث کی روشنی میں
۹	حیرت بستوی	حسد
۱۰	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	میرا مطالعہ قرآن
۱۳	مولانا عبد السلام ندوی مرحوم	صحابیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۹	خلیل پرتابگڈھی	نعت
۲۰	امۃ اللہ تسنیم صاحبہ	تم کیا تھیں کیا ہو گئیں
۲۳	حضرت فخر الدین خیالی	حضرت فاطمہؑ کی رخصتی
۲۵	شفیق جون پوری	عصمت
۲۶	سیدہ میمونہ حسنی	اسلام میں عورتوں کی خدمات
۳۸	مولانا عبد الرحیم صدیقی	احتیاط کیجئے
۳۹	ادارہ	سوال و جواب
۳۱	مخدومہ خیر النساء بہتر	ذائقہ

اللہ کے نام سے



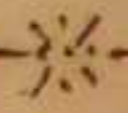
یہ ایک فطری بات ہے کہ ہم جب کسی اپنے بھائی یا تعلق رکھنے والے کو دیکھتے ہیں کہ وہ کوئی ایسا کام کرنے جا رہا ہے جو اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہوگا۔ یا کوئی بچہ گھر کی چھت چڑھتا ہے یا آگ کے قریب جانے لگتا ہے تو ہم بے چین ہو کر اپنا ضروری سے ضروری کام چھوڑ کر لپکتے ہیں اور اس کو ایسے کام سے روکتے ہیں محض اس شبہ میں کہ کہیں نقصان نہ پہنچ جائے۔

دوسری طرف یہ کہہ مارا کوئی بھائی اگر دسی فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا یا خلافت شرع کوئی کام کرتا ہے تو ہم کو ایسی بے چینی کیوں نہیں ہوتی ہم بے تاب ہو کر کیوں نہیں بڑھ کر اس کو خلافت شرع کام سے روکتے اس کو کیوں نہیں سمجھاتے۔

کبھی ہم نے آپ نے سوچا کہ آخر اس کا سبب کیا ہے پہلی صورت میں تو اتنی بے چینی اب تالی کہ اپنا کام چھوڑ کر اپنا نقصان کر کے اس کو نقصان سے بچایا اور دوسری صورت میں بالکل خاموشی گو یا کہ کوئی تعلق ہی نہیں ہے کیوں کہ اگر محبت و تعلق نہ ہوتا تو پہلی صورت میں جب وہ کسی دنیاوی نقصان میں مبتلا ہو رہا تھا کوئی غم نہ ہوتا لیکن یہی بات نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ دنیاوی نفع اور نقصان کی ہمارے نزدیک اہمیت زیادہ ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں دینی نفع و نقصان ہمارے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ بہ صورت حال بہت غور و فکر کی ہے کہ ہم اپنے کو مومن کہتے ہیں اور اللہ کے نام سے بھی

محمد اکسنی

قرآن آپ سے مخاطب ہے!



اِنَّ الَّذِیْنَ اٰكْفَرُوْا مَوَّاعِنٌ عَلٰیْهِمْ اِنَّ اَنْذٰرًا دُوْنَهُمْ اَمَّ كُمْ فَتَنْذِرُكُمْ
بے شک جن لوگوں نے کفر کیا برابر ہوا ان کے لئے کہ آپ ان کو ڈرائیں! انہ ڈرائیں

لَا یُؤْمِنُوْنَ

وہ ایمان لانے والے نہیں

سورہ بقرہ کے شروع میں یہ ذکر تھا کہ یہ کتاب (قرآن مجید) اہل ایمان کے لئے کتاب ہدایت ہے، اس کے بعد اہل ایمان کے اوصاف بیان کیے گئے تھے۔ اب فرود کا ذکر شروع ہوا ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ ان مومنوں کے مقابلہ میں ان کافروں کا حال کیا ہے اور وہ اپنے کفر کے کس درجہ پر ہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے ان کفار کی حالت بیان کی گئی ہے جو کفر کے آخری درجہ پر ہیں جن کا کفر ان کے دلوں میں پوری طرح اتر چکا ہے ان کا خیال یہ ہے ان کو عذاب الہی سے ڈرایا جائے یا نہ ڈرایا جائے نصیحت کی جائے یا نہ کی جائے ان پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ دونوں باتیں ان کے لئے برابر ہیں آگے اس کی تشریح کی جا رہی ہے کہ ایسا کس وجہ سے ہے!

خَتَمَ اللّٰهُ اَعْلٰی قُلُوْبِهِمْ وَاَعْلٰی سَمْعِهِمْ وَاَعْلٰی ابْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ
وہ کہہ دے ان اب غصیبہ۔ مگر گواہی اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کی سماعت پر

لیکن ایمان و یقین کے اس درجہ پر نہیں ہیں جس کی تعلیم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ حدیث شریف میں آتا ہے حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اگر کسی کو برائی کرتے دیکھو تو اپنے ہاتھ سے روکو اور اگر نہ روک سکو تو زبان سے منع کرو اگر زبان سے بھی منع نہ کر سکو تو اپنے دل میں برا سمجھو اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (مسلم)

ہم کو اپنا محاسبہ خود کرنا چاہئے کہ ہم ان تینوں درجوں میں سے کس درجہ میں ہیں جن کو اس حدیث مبارک میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اپنا محاسبہ خود کر کے کوشش کرنا چاہیے کہ حدیث شریف کے بموجب ہم ایمان کے پہلے درجہ پر فائز ہوں چاہے اس کے لئے ہم کو بڑی سے بڑی قربانی دینا پڑے۔

تاریخ میلاد

(از مولوی حافظ عبدالشکور صاحب مرزا پوری)

مروجہ مجلس میلاد اور قیام میلاد کی مکمل تاریخ اور مفصل سرگزشت جس میں بتایا گیا ہے کہ ان کو کس نے کب اور کیوں ایجاد کیا۔ شروع سے اب تک اس میں کیا کیا تبدیلیاں و ترقیاں ہوئیں نیز مختلف زمانوں اور علماء نے اس بابے کی رائے ظاہر کی۔ قیمت مجلد 5/-

مکتبہ اسلام گون روڈ لکھنؤ

اور ان کی آنکھوں پر بھی پردہ پڑا ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔
کفر کا یہ انتہائی درجہ کہ کہنا اور نہ کہنا سب برابر ہو جائے اس وجہ سے ہے کہ اللہ
نے ان کے اعمال بد کو اور ان کے کرتوتوں کی بدولت ان کے دلوں پر پتھر اور ان کے کانوں پر
پتھر لگا دی ہے کہ حق بات سننے میں اور عمل کا کوئی ادنیٰ داعیہ بھی پیدا نہیں ہوتا اس کی مزید
تشریح وضاحت قرآن مجید کی ایک اور سورت میں کی گئی ہے۔

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مِّمَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔

ہوا یہ ہے کہ ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے اور یہ سب ان کے ہاتھوں

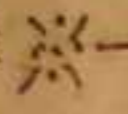
کا کیا ہوا ہے۔

مسلسل عناد اور کشری ان کا اور استہزاء دین کے ساتھ مذاق و تمسخر گناہوں کے تسلسل
اور کشرت سے انسان کا دل مرجاتا ہے۔ اس کے اندر سے ایمان اس طرح نکل جاتا ہے کہ اس
کا کوئی معمولی اثر بھی اس میں باقی نہیں رہتا یہ وہ منزل ہے جس میں واپسی کا کوئی سوال
اور اصلاح حال کی کوئی گنجائش نہیں؛

یہ آیت کافروں کے حق میں آئی ہے لیکن اس میں ایک تنبیہ سب کے لئے پوشیدہ ہے
اور وہ یہ کہ آنکھ بند کر کے گناہ اور کشری کے راستے پر چلے جا نا حد درجہ خطرناک کام ہے!
اگر کفار کو یہ عقیدہ کی خرابی اور خدا کے انکار کی وجہ سے اس درجہ پر لپکا سکتا ہے تو
اہل غفلت اور ہوا پرستوں اور من مانے فیصلوں پر چلنے والوں کو بھی (خواہ ان کے اندر
ایمان موجود ہو) اس منزل تک پہنچا سکتا ہے جس کو دل کا زنگ سے تعبیر کیا گیا ہے
حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس طرح لوہا رکھے رکھے زنگ آلود ہو جاتا ہے اسی طرح
دل بھی زنگ آلود ہوتے ہیں اور اس کی صفائی خدا کی یاد اور خدا کا ذکر ہے۔

(باقی)

حدیث کی روشنی میں



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
خلاف شرع کام نہ دیکھ سکتا

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی ایک آدمی کے ہاتھ
میں دیکھی تو اس کو انگوٹھی سے اتار کر پھینک دی اور
فرمایا بعض لوگ ارادتا آگ کے انگارے اپنے
ہاتھ میں رکھتے ہیں آنحضرت کے جانے کے بعد لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ اپنی انگوٹھی
لے لے اور اس سے دوسرے فائدے اٹھاؤ اس نے کہا خدا کی قسم میں اس کو کبھی نہیں
لے سکتا حضور تو اس کو پھینک چکے ہیں؛

برائی سے روکنے کا وبال

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان
ہے تم ضرور نبی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب بھیجے
اور پھر تم اس کو پکارو اور وہ تمہاری پکار نہ سنے۔ (ترمذی)

دین خیر خواہی کا نام ہے

حضرت ابو رقیہ ابن تمیم الداری سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین
خیر خواہی کا نام ہے ہم نے پوچھا کس کے لئے فرمایا اللہ کے لئے اس کی کتاب کے
لئے اس کے رسول کے لئے، مسلمانوں کے امیر کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے، (مسلم)

حضرت جبرائیل ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول

خیر خواہی پر بیعت

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم نماز پڑھیں گے زکوٰۃ دیں گے اور مسلمانوں کی خیر خواہی کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

مسلمان کی تعریف
حضرت عبداللہ عمرؓ و ابن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ مسلمان محفوظ رہے اور ہا جروہ ہے کہ وہ کام چھوڑ دے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسلمان کا حق مار لینے کی سزا
حضرت ایاس بن ثعلبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مسلمان کا حق مار لیا تو اللہ نے اٹھن پر دوزخ واجب کی، اور جنت حرام کی، ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ اگر معمولی چیز ہو آپ نے فرمایا اگرچہ ایک سلو کی لکڑی ہو۔ (مسلم)

شہادت سے بھی قرض معاف نہیں ہوگا
حضرت ابو قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کے راستہ میں جہاد اور اللہ پر ایمان افضل اعمال ہیں، ایک آدمی کھڑے ہو گئے کہا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں اگر میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا مجھ سے میری خطائیں دور ہو جائیں گی، آپ نے فرمایا ہاں اگر تم اللہ کے راستے میں اجر کی نیت سے صبر کرو آگے بڑھو اور پیچھے نہ موڑو، پھر آپ نے فرمایا تم نے کیا کیا انھوں نے عرض کیا کہ اگر میں اللہ کی راستہ میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا مجھ سے میری خطائیں دور ہو جائیں گی، آپ نے فرمایا ہاں اگر تم اللہ کے راستہ میں اجر کی نیت سے صبر کرو گے آگے بڑھو پیچھے نہ ہو، مگر قرض معاف نہ ہوگا۔ مجھ سے جسے نسیل نے یہی کہا ہے۔ (مسلم)

حکمت

بہر سمّت ڈھونڈھٹے مگر ملنا محال ہے
جو بے مثال ہے کہاں اس کی مثال ہے
سچ سچ کہو خوش سرد کے در چوں سے جہانک کہ
بے انجمن آرا کہاں بزمِ جمال ہے
زیر زمین یہ رنگ جہتیں کیسے پاگیں؟
پہتی ہری گلاب کی ہے پھول لال ہے
پانی کی بوند کو دیا گفتار جسم و جاں
کتننا کمال آفریں وہ باکمال ہے
اقلیم حسن اس کی اطاعت میں مست ہے
بڑھ کر ہو ا جو بد روہ گھٹ کر ہلال ہے
دائیں وہ نقد جاں کی امانت ہے جس گھڑی
ایکار اس سے کر سکے کس کی مجال ہے
تم اس کی نعمتوں کو اگر ترک کر سکو
جائزہ تمھاری سرکشی بے قیل و قال ہے
شام و سحر کے آمد و شد کا ہے فیصلہ
زیبا ہے اس کی بندگی جو لازمال ہے
حیات کی شاعری میں کرم اس کا دیکھئے
حسنِ بیاں کے ساتھ ہی حسنِ خیال ہے

میرا مطالعہ قرآن

میں نے بچپن میں ناظرہ قرآن مجید اس طرح پڑھا جیسے مسلمان گھرانوں میں اب تک دستور رہا ہے، قرآن مجید بچپن سے پڑھانے کے بعد اس کی تلاوت کرتا تھا لیکن باوجود بزرگی کی تاکید کے کبھی اس کی پابندی نہ کر سکا جب میری عربی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا اور کچھ عربی کی مشق ہوئی تو قرآن مجید کی آستیں کچھ سمجھنے لگا، میرے استاد شیخ خلیل ابن محمد عرب قرآن مجید کا بڑا پاکیزہ ذوق رکھتے تھے ان کو اس کا بڑا شغف تھا اس زمانے میں وہ ہماری مسجد میں صبح کی نماز پڑھاتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو رقت اور اثر پزیری کی دولت سے حصہ دیا فرمایا تھا، قرآن مجید پڑھتے تھے تو قابو نہیں رہتے تھے آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے تھے آواز گلو گری ہو جاتی تھی مجھے خوب یاد ہے کہ فجر کی نماز میں وہ آخری پاروں کی کوئی بڑی سورت شروع کرتے لیکن فرط تاثیر اور شدت گری سے اس کو مکمل کرنے کی نوبت کم آتی اور سامعین کو حسرت رہ جاتی کہ وہ پوری سورہ نہیں سنا سکے۔

میری تعلیم قرآن کا آغاز بھی انہی کے یہاں ہوا، شیخ پر توحید کا بڑا غلبہ تھا وہ بڑا کھڑا اور صاف عقیدہ رکھتے تھے اور اپنے شاگردوں کو بھی اسی عقیدے کا قائل بنانا چاہتے تھے یہ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ایسے صحیح العقیدہ آدمی سے پڑھنے کا موقع عطا فرمایا، سورہ زمر جس میں توحید کی بڑی صاف اور طاقتور تعلیم ہے۔

ان کی محبوب اور منتخب سورہ تھی جب ہم لوگ عربی میں کچھ چلنے لگے تو انہوں نے اس سورہ کا درس شروع کیا اس کے بعد سورہ مؤمن اور سورہ شوریٰ عرب صاحب کو چند خاص رکوعوں کے عشق تھا، جو خاص جوش اور لطف سے پڑھتے تھے اس میں سورہ آل عمران کا آخری رکوع *إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ* لایات *لَا يَأْتِي لِرَأْيِ الْأَبْصَارِ* (باب ۱۹) جس کے متعلق حدیثوں میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھیلے پیرتجد میں اٹھتے تو نماز سے پہلے ان آیتوں کو پڑھتے تھے اور سورہ *فَقَابِ* کا آخری رکوع، *وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا*

خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا (۷۳) خاص طور پر یاد ہیں اور عرب صاحب کا پورے اور پرتاثر لہجہ گو یا کانوں میں گونج رہا ہے عرب صاحب سے سنتے سنتے ہم کو بھی یہ کوع اچھے معلوم ہونے لگے اور اس طرح قرآن مجید سے ایک ذوق تعلق پیدا ہو گیا۔

جب عربی کی استعداد پیدا ہو گئی تو تلاوت میں کچھ جی بگنے لگا اس وقت ہمارے خاندان میں کچھ ایسے حالات پیش آئے تھے کہ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں کی خود تفسیر ہوتی تھی اور یہ صاف نظر آتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا قانون مجازات بڑا عالمگیر ہے توں اور جماعتوں کے عروج و زوال میں ان کے اعمال و کردار کو بہت بڑا دخل ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ مَابَدَّ وَهُوَ عَزِيزٌ عَلِيمٌ

اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت ہمیں بدلتا جو خود اپنے کو تبدیل نہ کرے۔

ایک ابدی صداقت ہے اس وقت قرآن مجید کی تلاوت سے یہ صاف محسوس ہونے

لگتا کہ یہ ایک زندہ کتاب ہے اور اس میں زندہ انسانوں ہی کے حالات و واقعات ہیں۔ یہ زندگی کا ایک مرقع ہے جس میں ہر شخص اپنی تصویر پاسکتا ہے اور اپنے کوتاہیوں کو دیکھتا ہے۔ سورہ انبیاء کی آیت *لَقَدْ آتَيْنَا الْبِكْرَ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرٌ لِّمَنْ يَخْتَفِ* تفسیریں ان میں سے ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ *فِيهِ حَدِيثٌ كَرِيمٌ* اس میں تمہارا تذکرہ ہے۔

اسی بنا پر ایک طویل القدر تابعی حضرات اخف ابن قیس نے ایک دن یہ آیت سن کر قرآن شریف منگوایا اور کہا لاؤ دیکھو میرا اس کتاب میں کن الفاظ میں تذکرہ ہے اور کچھ درق گردانی کے بعد وہ اس آیت پر جا کر رک گئے اور انہوں نے کہا کہ مجھے اپنا تذکرہ مل گیا وہ آیت یہ تھی۔
وآخرون اعترافوا بیدنوبہم خلطوا عملاً صالحاً و آخر سبیئاً عسی اللہ

(سورہ توبہ ۱۲)

ان توب علیہم ان اللہ غفور رحیم
اور بعض نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا یا ایک عمل صالح اور ایک دوسرا بد شاید ان کو معاف کرے بیشک اللہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ یہی مجھے صاف نظر آتا تھا کہ اس عجیب و غریب کتاب میں قوموں، خاندانوں، افراد کا تذکرہ اور ان کے عروج و زوال کے اسباب اور وجوہ موجود ہیں، اپنی کم بہتی اور کوتاہی علم کی وجہ سے چونکہ قوموں کی تاریخ پر نظر نہیں تھی اور واقفیت کا دائرہ محدود تھا اس لئے اپنے خاندان اور حلقہ تعارف کے اندر قرآن کی صداقت صاف نظر آتی تھی اس انکشاف سے قرآن مجید سے وابستگی اور دلچسپی میں صاف اضافہ ہوا اس زمانہ میں مجھے یاد آتا ہے کہ سورہ باندہ، سورہ انعام، سورہ

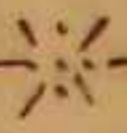
شریت نزلہ

نزلہ زکام کا پہلا اثر گلے پر ہوتا ہے
کیسا ہی شدید نزلہ ہو اس کی چند
خوراکیں حلق کی خراش، ناک کی
جان اور نزلہ کو فوری ٹھیک کرتی ہے۔



دواخانہ طبیبان اسلام پبلسٹیٹی علی گڑھ

صحابیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



برکت اندوزی صحابیات ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے برکت اندوز چھوتی رہتی تھیں اس لئے جو بچہ پیدا ہوتا صحابیات سے سے پیدا آپ کی خدمت میں حاضر کرتیں آپ بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے اپنے منہ میں کھجور ڈال کر اس کے منہ میں ڈالتے اور اس کے لئے برکت کی دعا فرماتے۔

محافظت یادگار رسول صحابیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگاروں کو جان سے زیادہ عزیز رکھتی تھیں حضرت عائشہ کے پاس آپ کا ایک جبہ محفوظ تھا جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت اسماء نے اس کو لے لیا اور محفوظ رکھا۔ چنانچہ جب کوئی شخص ان کے خاندان میں بیمار ہوتا تھا تو شفا حاصل کرنے کے لئے اس کو دھو کر پانی پلاتی تھیں جن کپڑوں میں آپ کا وہ سال ہوا تھا حضرت عائشہ نے ان کو محفوظ رکھا تھا چنانچہ ایک دن انھوں نے ایک صحابی کو ایک مہینہ تہبیدار رکھا کہل دکھا کر کہا کہ خدا کی قسم! آپ نے انھیں کپڑوں میں داعی اجل کو لبیک کہا تھا۔

ایک بار ایک صحابیہ نے آپ کی دعوت کی۔ آپ نے اس کے بعد جس مشکیزہ سے پانی پیا اس کو انہوں نے محفوظ رکھا جب کوئی شخص بیمار ہوتا برکت حاصل کرنے کا موقع آتا تو اس سے پانی پیتیں اور پلاتی تھیں جب آپ حضرت انس کے گھر تشریف لاتے تھے تو ان کی والدہ آپ کے پسینہ کو نچوڑ کر ایک شیشی میں بھر لیتی تھیں اور اس کو محفوظ رکھتی تھیں بغزوہ خیبر میں آپ نے ایک صحابیہ کو خود دست مبارک سے ایک ہار پہنایا

تھا۔ وہ اس کی اس قدر قدر کرتی تھیں کہ عمر بھر اس کو گلے سے جدا نہیں کیا اور جب انتقال کرنے لگیں تو وصیت کی کہ ان کے ساتھ وہ بھی دفن کر دیا جائے۔

ایک دن آپ حضرت ام سلیم کے مکان پر تشریف لائے گھر میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا۔ آپ نے اس کا دھانا اپنے منہ میں لگایا اور پانی پیا حضرت ام سلیم نے مشکیزہ کے دبانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار رکھ لیا۔

آپ حضرت شفا بہت خلد اللہ کے یہاں کبھی کبھی قلیو لہ فرماتے تھے اس غرض سے انھوں نے آپ کے لئے ایک بستر ایک خاص تہ بند بنو الیہا تھا جس کو پہن کر آپ استراحت فرماتے تھے یہ یادگار یہ ایک مدت تک ان کے خاندان میں محفوظ رہی: آخر میں مروان نے ان سے لے لیا۔

صحابیات آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو دربار نبوت کے ادب و عظمت کے لحاظ سے تمام کپڑے زیب تن کر لیتیں۔ ایک صحابیہ فرماتی ہیں۔

میں نے تمام کپڑے پہنے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی:

اگر نادانگی میں بھی کوئی کلمہ آپ کی شان کے خلاف منہ سے نکل جاتا تو اس کی سزا چابوتیں۔ ایک صحابیہ کا بچہ مر گیا اور وہ اس پر رو رہی تھیں آپ کا گزر ہوا تو فرمایا خدایے ڈرو اور صبر کرو۔ بولیں تمہیں میری مصیبت کی کیا پروا ہے۔

آپ چلے گئے تو لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ وٹھی آئیں اور عرض کی کہ میں نے حضور کو نہیں پہچانا:

صحابیات اپنے دلوں میں نہایت شدت کے ساتھ آپ کی حمایت رسول کی آرزو کرتی تھیں، حضرت طلیب بن عکرمہ اسلام لائے اور انہوں نے انہیں طلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ تم نے جس شخص کی حمایت کی وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا۔ اگر مردوں کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتے تو آ

کی حفاظت کرتے اور آپ کی طرف سے لڑتے۔

صحابیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا شرف خیال کرتی تھیں حضرت سلمیٰ ایک صحابیہ تھیں انھوں نے

استقلال کے ساتھ آپ کی خدمت کی ان کو خادمہ رسول اللہ کا لقب حاصل ہوا۔

سفینہ حضرت سلمیہ کی والدہ کی لونڈی تھیں۔ انھوں نے اس کو اس شرط پر آزاد کرنا چاہا کہ وہ اپنی عمر آپ کی خدمت گزاری میں صرف کرے اس نے کہا اگر آپ یہ شرط نہ بھی کرتیں تب بھی میں تانفس و اہلی میں آپ کی خدمت سے علیحدہ نہ ہوتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و حرمت سے صحابیات اس قدر رعب ہو جاتی تھیں کہ جسم میں رعشہ پڑ جاتا تھا۔ ایک بار حضرت

حدیث نے آپ کو مسجد میں اکڑ دیکھے ہوئے دیکھا ان پر آپ کے اس خشوع و خضوع کی حالت کا یہ اثر پڑا کہ کانپ اٹھیں۔

صحابیات کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں تک آپ کی مدح میں رب اللسان رہتی تھیں آپ جب حجت کے مدینہ تشریف لائے تو لڑکیاں

دن بجا بجا کر یہ شعر گاتی پھرتی تھیں۔

مخن جوار من نبی النجار یا حبذا محمد من حجار ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں محمد کتنے اچھے بڑوسی ہیں

طلیح البدر علینا من ثنایات الوداع تمہیں الوداع کی گھاٹوں سے ہم پر جو چودہویں رات کا چاند طلوع ہوا ہے

دجب انشکر علینا ما دعی لثہ داعی جب تک دعا کرنے والے دعا کریں ہم پر خدا کا شکر واجب ہے

حضرت عائشہ فرماتیں ہو کر آئیں تو چھو کر یاں دن بجا کر دعوات بدر کے

متعلق اشعار گانی تھیں ان میں سے ایک نے مصرع گایا۔

و غینا یعدہ حافی غدا ہم میں ایک پیغمبر ہے جو کل کی بات جانتا ہے
تو آپ نے روک دیا اور کہا کہ وہی گاؤ جو پہلے کا رہی تھیں۔

صحابیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی نہایت
پابندی احکام رسول شدت کے ساتھ پابندی کرتی تھیں۔ آپ نے شوہر کے علاوہ
اور عورتوں کے لئے صرف تین دن مقرر فرمائے تھے صحابیات نے اس کی شدت کے ساتھ
پابندی کی کہ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے دن کچھ
عورتیں ملنے آئیں انہوں نے ان سب کے سامنے خوشبو لگائی اور کہا کہ مجھے خوشبو کی
ضرورت نہ تھی لیکن میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ کسی مسلمان عورت کو شوہر کے سوا
تین دن سے زیادہ کسی کا ماتم کرنا جائز نہیں اس لئے اس حکم کی تعمیل تھی۔ جب حضرت
ام حبیبہ کے والد نے انتقال کیا تو انہوں نے تین روز کے بعد تیل لگایا۔ خوشبو ملی۔ اور کہا
مجھے اس کی ضرورت نہ تھی صرف آپ کے حکم کی تعمیل مقصود تھی۔

ایک بار حضرت عائشہ کے پاس ایک سائل آیا انہوں نے ایک روٹی کا ٹکڑا دیدیا
پھر اس کے بعد ایک خوش لباس شخص آیا تو انہوں نے اس کو بٹھا کر خوب کھانا کھلایا لوگوں
نے اس تفریق و امتیاز پر اعتراض کیا تو بولیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
انزلوا الناس علی قدر منازلہم (لوگوں کو ان کے درجہ پر رکھو)۔

ایک بار آپ مسجد سے نکل رہے تھے دیکھا کہ راستے میں مرد عورت مل جل کر چل
رہے تھے عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: پیچھے رہو تم دست راہ سے نہیں گزرتی
اس کے بعد عورتوں کا یہ حال ہو گیا کہ گلی کے کنارے سے اس طرح لگ کر چلتی تھیں کہ
ان کے کپڑے دیواروں سے اٹھ جاتے تھے۔

رضامندی رسول صحابیات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کی ہمیشہ فکر

رہتی تھی اس لئے اگر آپ کبھی ناراض ہو جاتے تھے تو یہ ممکن تھا کہ آپ کے رضامند کرنے
کی کوشش کرتی تھیں آپ جب حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو تمام بیبیاں صف
تھیں سوئے اتفاقاً راستہ میں حضرت صفیہ کا اونٹ تھک کر بیٹھ گیا وہ رونے لگیں
آپ کو خبر ہوئی تو خود تشریف لائے اور دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے۔ آپ جس
قدر رونے سے منع فرماتے تھے۔ اسی قدر وہ اور زیادہ روتی تھیں جب کسی طرح چپے
ہوئیں تو آپ نے ان کو سرزنش فرمائی اور تمام لوگوں کو منزل کرنے کا حکم دیا اور خود بھی اپنا
خیال بفرمایا۔ اب حضرت صفیہ کو خیال ہوا کہ آپ ان سے ناراض ہو گئے اس لئے
آپ کی رضامندی کی تدبیر میں اختیار کریں، اس غرض سے حضرت عائشہ کے پاس گئیں اور
کہا آپ کو معلوم ہے کہ میں اپنی باری کا دن کسی چیز کے معاوضہ میں نہیں دے سکتی لیکن اگر
آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے راضی کر دیں تو میں اپنی باری کا دن آپ کو دیتی
ہوں، حضرت عائشہ نے آدگی ظاہر کی اور ایک دوپٹا اور چادر جو زعفرانی رنگ میں رنگا ہوا
تھا پھر اس پر پانی کے چھینٹے دیئے کہ خوشبو پھیلے اس کے بعد آپ کی خدمت میں گئیں
اور خیمہ کا پردہ اٹھایا۔ تو آپ نے فرمایا۔ عائشہ یہ بھاری باری کا دن نہیں ہے۔ بولیں۔
ذالک فضل اللہ جو تقہ من یشاء یہ خیرا کا فضل ہے جس کو چاہتا
ہے دیتا ہے۔

اگر خوش قسمتی سے صحابیات کو کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ضیافت رسول کی ضیافت کا موقع ملتا تو نہایت عورت محبت اور ادب کے
ساتھ اس فرض کو بجالاتیں، ایک بار آپ حضرت ام حرام کے مکان تشریف لے گئے تو
انہوں نے دعوت کی آپ نے قبول فرمائی اور وہیں قبول فرمایا۔ ایک بار ایک صحابی نے
آپ کی دعوت کی، دعوت کھا کر آپ روانہ ہوئے تو ان کی بی بی نے پردے کے سر
کمال کر کہا یا رسول اللہ مجھ پر اور میرے شوہر پر درود بھیجئے جائیے۔ آپ نے فرمایا۔

خدا تم پر اور تمہارے شوہر پر رحمت نازل فرمائے۔

بعض صحابیات خود کوئی نئی چیز لپکا کر آپ کی خدمت میں پیش کرتی تھیں۔ ایک بار ام امین نے آٹا چھانا اور اسی کی روٹیاں تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیں، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے، بولیں ہمارے لک میں اسی کا رواج ہے میں نے چاہا کہ آپ کے لئے بھی اسی قسم کی روٹیاں تیار کروں، لیکن آپ نے کمال زہد و تقشف سے فرمایا آتے میں چو لگا کر پھر گوندھو۔ گوندھا کر دو

صحابیات کے دل آپ کی محبت سے لبریز تھے اور وہ اس کا محبت رسول اظہار مختلف طریقوں سے کرتی تھیں حضرت ام عطیہ ایک صحابیہ تھیں وہ جب آپ کا ذکر کرتیں تو فرط محبت سے کہتیں "ابا" یعنی میں آپ پر قربان۔ آپ جب کسی غزوہ میں تشریف لیجاتے تو صحابیات فرط محبت سے آپ کی والہی اور سلامتی کے لئے نذرمانی تھیں۔ ایک بار آپ کسی غزوہ سے واپس آئے تو ایک صحابیہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے نذرمانی تھی کہ اگر خدا آپ کو صحیح و سالم واپس لائے گا تو آپ کے سامنے دوں بجا کر گیت گاؤں گی۔

شوق صحبت رسول صحابیات کے دل میں آپ کی صحبت مستفید ہونے کا نہایت شوق رہتا تھا حضرت قبیلہ بنو ہبہ ہو گئیں تو بچوں کو ان کے چچا نے لے لیا، اب وہ تمام دینی جھگڑوں سے آزاد تھیں، اس لئے ایک صحابی کے ساتھ خدمت مبارک میں حاضر ہوئیں اور آپ کی تعلیمات و تلقینات سے مستفید نائزہ اٹھایا۔

بقیہ مضمون احتیاط کیجئے

جل کر رکھ کا ڈھیر ہو گئی۔ اس لئے گھر کی ذمہ دار بہنوں کو خاص طور سے اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ سوتے وقت گھر کا دروازہ بند ہو۔ برتن ڈھکے ہوئے ہوں، چراغ گل ہوں، چھوٹے بچے

نعت

تمنا تھی کہ جب ہم سے مدینے کا سفر ہوتا
نبی کا نقش پا ہر دم ہمارا راہبر ہوتا
بساطِ زندگی کا آج عالم ہی دگر ہوتا
گران کے راستے پر اہل عالم کا سفر ہوتا
خود اپنے نام کو انسانیت روتی زمانے میں
جہانِ شور میں پیدا نہ کر خیر البشر ہوتا
نظر آتے ہی بڑھ کر جوم لیتے گنبدِ خضرا
کچھ ایسا جذبہ بیدار سر میں سرسبز ہوتا
اُسی کے نور کے پرتو سے ہیں شمس و قمر روشن
نہ ہوتا وہ تو گردِ افسانہ شام و سحر ہوتا
بتایا جس نے جینے کا سلیقہ ہم کو دنیا میں
اُسی کا نقش پا اے کاش اپنا راہبر ہوتا
خلیل ان سے جو ہم وابستہ اپنی زندگی کرتے
نہ اس دنیا کا ڈر ہوتا نہ اس دنیا کا ڈر ہوتا

تم کیا تھیں کیا ہو گئیں؟

خیر القریوں سے لے کر ساتویں صدی تک عورتیں ایسی ذی علم، ذی ہوش اور ذی عقل تھیں کہ بڑے ذی علم، ذی عقل مردان کی رائے پر عمل کرتے، ان عورتوں نے وہ کارنامے دکھائے اور اسلام کی ایسی خدمت کی اور وہ وہ گتھیاں سلجھائیں کہ بڑے بڑے عقل والے انگشت بند ہاں رہ گئے جب تک یہاں تک رہا والدین کی اطاعت گزار فرما بنیادار، سعادت مند، شرم و حیا کی پٹی، بھولتی بھالی، پاکدامن بہن اپنی تو بھائی کی جاں نثار، بیوی بنی تو شوہر کی بھی خواہ اطاعت گزار اس کے جان و مال کی محافظ، پسینہ کی جگہ خون گرانے والی اس آیت کی مصداق (خالصہ) قاضی حاضرت تغیب، ہا۔ ذی اللہ، نیک بخت عورتیں فرما بنیادار ہوتی ہیں اور شوہر کی غیر موجودگی میں گجیبانی کرتی ہیں اللہ کی حفاظت سے) گھر کا بوجھ پڑا تو ایسی کہایت مشاری، خوش سلیقگی اور جفا کشی سے کام کیا فقیر شوہر کو رئیس بنا دیا، بچوں کی ماں بنی تو ایسی کہ ماں کی ماں اور استانی کی استانی، مرتبی، شغین، مہربان، اس کی دنیا و آخرت سر کی بھالی چاہنے والی اس کی محبت میں تربیت کا مادہ اور تربیت میں محبت کی جھلک نمایاں، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی آغوش تربیت سے ایسے ایسے لڑکے نکلے جو آفتاب بن کر چمکے، وہ گھر تو گھر پورے خاندان بلکہ ساری قوم کے فخر کا باعث بنے، دیکھنے میں وہ گھر

کے ایک فرد ایک والدین کی اولاد ایک گھر کا چراغ ہوتے تھے، لیکن سائے خاندان اس سے مستفید ہوتے تھے اور پوری قوم امن و امان کی زندگی گزارتی، اور سکھ کی نیند سوتی، یہی لڑکے قائم بھی ہوئے اور اسلام کے بہادر سپاہی بھی، یہ عابد و زاہد بھی ہوئے اور مجاہد بھی۔ یہ مبلغ بھی ہوئے اور مدرس بھی۔ یہ عالم بھی ہوئے اور معلم بھی اور ایسے ایسے بزرگ بھی ہوئے کہ اگر ان کے نام لکھیں جائیں تو دفتر کے دفتر سیاہ ہو جائیں، انھیں کے ہاتھوں اسلام کی باگ ڈور تھی اور انھیں کی ذات سے اسلام پھلتا پھولتا رہا، یہ سب انھیں ماؤں کے تربیت یافتہ تھے لڑکوں پر نظر کرو تو لاجواب لڑکیوں کو دیکھو تو بے مثال، گھر پر نظر کرو تو رشک فردوس!

جب سے مغربی تہذیب کا بھیانک سایہ پڑا مسلمانوں کو زوال آیا، کہنے کو کہو تو وہ کمال کو پہنچ گئے، لیکن اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو وہ ایسے قعود ہیں گے جس سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں اور عورت کی تو وہی مٹش ہوئی کہ وہ صوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ وہ مغربی تہذیب کی دلدادہ بن کے اور مغربی تہذیب کو اپنا کر سب کچھ کو سمجھیں، گواہی دے کہ اپنی چال چلانی، جو اب اس میں مترقی تہذیب و تمدن کی ہوا ہی نہیں رہی، نہ وہ شرم و حفاظت سے زود قائم رہا اور نہ انھیں کسی کے حقوق کی خبر ہے نہ وہ کسی کی ذمہ داری ہے وہ اپنے نفس کی تربیت اپنی خواہش کی بندی، وہ اللہ کی بندی کو جانتیں تو اس کے احکام کو بجا لاتیں اور ان کے عائد کئے ہوئے ذرائع اور اس کے قائم کئے ہوئے قوانین پر عمل کرتیں اور اپنے کو پابند شریعت سمجھتیں۔ والدین کی فرما بنیادار ہوتیں، شوہر کے حقوق کا پورا لحاظ کرتیں، اس کے گھر کو اپنا گھر سمجھ کر اور اس کی ذمہ داری کو محسوس کر کے گل کام اپنے ہاتھ میں لیتیں، بچوں کی پرورش کرتیں اور ان کی تربیت ایسی کرتیں کہ وہ دنیا و جہان میں سرخرو اور کامیاب ہوتے اور خود گھر کی ملکہ بن کر بیٹھتیں، گراب

معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے اب تو ان کے پاسوں گھر ہیں، کبھی وہ سینما میں نظر آئیں گی تو کبھی کلب میں، کبھی پارک میں جلوہ افروز ہیں تو کبھی دفتر میں، میاں اپنی ملازمت پر ہیں بیوی اپنی ملازمت پر۔ اور اگر ملازمت نہیں تو پھر سیر و تفریح ہے گھر اور بچے یا تو ماؤں کے ذمہ ہیں یا گھر کے بڑے بوڑھوں کے سپرد، اور یہ بھی نہیں تو پھر تالہ بند۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج کی مائیں قوم کو ایسے لڑکے پیش کر رہی ہیں کہ جن کو دیکھ دیکھ کر خون کے گھونٹ پینا پڑتا ہے۔

صبح سے شام تک ان کا یہ کام ہے کہ ابھی یہاں ہیں تو ابھی وہاں اور نیت نئے لباس بدلنا، سرخی، پوڈرا، کریم، غازہ، کلب اور کانتوں سے اپنے کو مزین کرنا، بازاروں کے صدقہ ہونا، گلی کوچوں کی خزاں اڑانا، کیسی نماز کیساروزہ اور کس کی اطاعت، ایسی صورت میں کہ جب اپنے ماں باپ، بہن، بھائی، شوہر اور بچوں کے حقوق کی خبر نہ ہو اور اس کی ذمہ داری نہ محسوس کرتی ہوں تو خاندان اور دیگر مسلمان بھائی بہنوں کے ساتھ ان کا سلوک کیسے ٹھیک ہو سکتا ہے اور جن کو اپنی سے محبت اور ہمدردی نہ ہو وہ غیروں کی مددگار کیسے ہو سکتی ہیں اور جو خود صحیح راہ پر نہ چل رہی ہوں وہ دوسروں کو یہاں راستہ کیسے دکھا سکتی ہیں جو خود غلط زندگی گزار رہی ہیں وہ بچوں کی صحیح تربیت کیسے کر سکتی ہیں، جو اسلام کے مفہوم کو نہ سمجھتی ہیں اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتی ہیں اور اسلام کے احکام و فرائض سے بالکل نا آشنا اور بشریت سے محض نا بلد ہیں، وہ بچوں کو اسلام و ایمان کیسے دے سکتی ہیں اور جو حضورِ اہمیت اسلامی ماحول کا اثر پڑتا ہے تو اس کو اسکول کی تعلیم زائل کر رہا ہے، اس پر بھی والدین کی آنکھ نہیں کھلتی، ہوش نہیں آتا۔ اور ہوش کیسے آئے، اسلام کا درد ہو اور دل میں اس کی اہمیت ہو تو ہوش آئے آج جس اٹھان پر لڑکے اور لڑکیوں کی تعلیم و تربیت ہو رہی ہے اس کا نتیجہ کیا

حضرت فخر الدین خجالی

حضرت فاطمہ کی رخصتی

روایت ہے کہ حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ کی غرض سے حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علیؑ کیا چاہتے ہو عرض کیا کہ فاطمہؑ کے لئے پیغام لایا ہوں آپ نے فرمایا مرحبا بالہا، روایت عکرمہ میں ہے کہ جب انھوں نے خواہش ظاہر کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے ہر کے لئے محتاجے پاس کیا ہے عرض کیا کچھ نہیں، دریافت فرمایا کہ حطیمہ والی زرہ کہاں ہے عرض کیا موجود ہے فرمایا اس کو فروخت کر دو کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے وہ زرہ چار سو اسی درم میں حضرت عثمانؓ کے ہاتھ فروخت کر دی حضرت عثمانؓ نے زرہ کی قیمت ادا کر دی، پھر زرہ بھی حضرت علیؑ کو دیدی کر دی حضرت علیؑ نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے لئے دعا کی اور ایک روایت میں ہے کہ اس قیمت سے دو دانگ کی خوشبو خریدی، چار دانگ میں ضروریات مہیا کیں، ان میں سے دو کپڑے دو بازو بند چاندی کے کحاف، ایک تکیہ اور جمعی کے نزدیک دو تکیے اور دوسری ضروریات کی چیزیں حاصل کیں۔

سیرت شاہ مسلم اللہ موافقہ سید محمد نمان قطبی نے لکھا ہے کہ ایک تکیہ ایک چادر ایک بوریہ ایک پیالہ اور نگرہی کے جوئے ایک سواک اور ایک چکی چادر پانی تھی جس میں سترہ بیوند لگے ہوئے تھے بوستین کے تکیہ میں کھجور کی جھال بھری ہوئی تھی۔

جس کو خود نور علی اللہ علیہ وسلم اٹھائے ہوئے تھے کبھی ہاتھ سے لیتے کبھی کندھے پر رکھتے
کبھی سر پر پوریا حضرت صدیق اکبرؓ کے ہونے تھے تھیں حضرت عمرؓ اور پیرا حضرت عثمانؓ نے سنبھالے
ہوئے تھے مسواک بیدہ پاک کے دست مبارک میں تھی پیریں لکڑی کے چوتے (چٹیاں) چادر اڑھے
بیدل حضرت علیؓ کے گھر تشریف لے گئیں۔

بقیہ: تم کیا تھیں کیا ہو گئیں

ہو گا؟ کیا وہ اسلامی نقطہ نگاہ سے فرمانبردار بیٹے، جان نثار بہن، اطاعت گزار بوی، حقیقی
محبت کرنے والی ماں بن سکے گی اور لڑکا سداورت مند، بیٹا خیر خواہ کعبائی سچی محبت
کرنے والا شوہر مرقی باپ اور کنبہ پرور ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔
لانڈھی سے ہو نہیں سکتی فرسلاح قوم
ہرگز گزر سکیں گے نہ ان منزلوں کے آپ

مرنے کے بعد کیا ہو گا

از: مولانا محمد عاشق الہی بلند شہری

جس میں برزخ (قبر)، اہل قبر، دوزخ، اہل دوزخ، قبامت جبرئیل
حباب و کتاب، شفاعت اور اعتراف والوں کے حالات قرآن و حدیث
کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ آخر میں جنت کی نعمتیں پوری تفصیل سے بیان
کی گئی ہیں۔ قیمت جلد 6/-

مکتبہ اسلام گورنمنٹ روڈ لکھنؤ

عصمت

حسن بے عصمت فروغ دیدہ عصمت نہیں
پھول ہے خوش رنگ لیکن پھول میں نکہت نہیں

صفت نازک کے لئے ناموس پہلا حسن ہے
یہ نہیں تو ناز پمائی کی بھی حاجت نہیں

نورِ عصمت ہی سے ہے حوا کی بیٹی کا جمال
عارضی رعنائی تہذیب میں نثر بہت نہیں

آنکھیں اٹھتی ہیں عقیقہ کی طرف تہنظیم سے
گھور کر دیکھے کسی گستاخ کی جرات نہیں

پاساں پاک دامانی ہے خود عصمت کا رعب
بے ٹٹائے لوٹ لے کوئی یہ وہ دولت نہیں

جس کا زیور ہے حیا، پاکیزگی جس کا نگہار
وہ حسینہ میلے کپڑوں میں ہی بے زینت نہیں

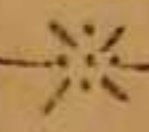
اے عروسِ حجلہ شرم و حیا شن یاد رکھ
قصرِ جنت بھی ترے ناموس کی قیمت نہیں

صدقے ہیں تیری حیا داری پر جو ران جنان
تو بے فائوس حرم تو بزم کی زینت نہیں

غیر ممکن ہے نسائیت کی عظمت اے شفیق
حسن جب تک غارِ رنگ رخِ عفت نہیں

سیدہ میمونہ حسنی

اسلام میں عورتوں کی خدمات



اسلام نے عورت کو جو آزادی فکر و نظر عطا کی اور اس آزادی کو استعمال کر کے صحابیات نے جو کارنامے انجام دیئے وہ گزشتہ اقوام کی تاریخ میں نہیں ملتے۔ اسلام عہد کے شروع ہونے کے بعد انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کے سطح ساتھ عورتوں کی بھی جلیں القدر خدمات ہیں۔

تعلیم کے میدان میں جہاں حضرت عبداللہ ابن عباس حضرت عبداللہ ابن عمر اور تعلیم ابن سعود مسند درس پر رونق افروز نظر آتے ہیں وہیں عورتوں کی نمائندگی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہ۔ ام المومنین حضرت میمونہ۔ حضرت ام عطیہ انصاریہ۔ ام المومنین حضرت حفصہ۔ حضرت بنت ابی بکر۔ ام ہانیہ کرمہ۔ اور تابعین کی ایک بڑی تعداد ان سے کسب فیض کیا۔

اسی طرح عبادات میں صحابیات صحابہ کرام سے سچے نہیں رہیں دن بھر کی محنت و مشقت کے بعد بھی کہ سب کام اپنے ہاتھوں کرنا پڑتا تھا لیکن

نہایت ذوق و شوق سے عبادت کرتی تھیں حضرت زینب نے مسجد میں ایک رسی لٹائی تھی رات کو نماز پڑھنے وقت جب نیند زور کرتی تو اسی رسی سے لٹک جاتی تھیں تاکہ نیند دور ہو جائے۔

جہاد صحابہ کرام کی طرح صحابیات کو بھی جہاد کا بڑا ذوق و شوق تھا صحابیات کا میدان جہاد میں یہ کام ہوتا تھا کہ مجاہدین کو ہتھیار اٹھا اٹھا کر دیں۔

کوادر پیاسوں کو پانی پلا تھیں زخموں کی مرہم بھی کریں وہ پوری بہادری اور جانفشانی سے ان خدمات کو انجام دیتی تھیں۔

حضرت صفیہ کا ایک یہودی کو قتل کرنے کا واقعہ اپنے اندر نصیحت و عبرت رکھتا ہے کہ کس طرح انہوں نے حجرات و بہت سے کام لے کر قلعہ سے باہر نکل کر حملہ کیا اور دشمن کو قتل کیا۔

صحابیات کو بدعات سے بڑی نفرت تھی اور یہ نفرت رسول اللہ بدعات کا استیصال صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھی حضرت عائشہ کے زمانہ میں جب غلاف کعبہ کی ضرورت سے زیادہ تنظیم ہونے لگی تو حضرت عائشہ نے اس پر تکبیر کی اور اس کو خلاف سنت بتایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کے تین درجہ مقرر کئے اگر کوئی شخص برائی احتساب دیکھے اور ہاتھ سے روکے تو یہ پہلا درجہ ہے زبان سے روکے تو دوسرا درجہ ہے اگر کسی نے کوئی برائی دیکھی تو دل سے برا سمجھے تو تیسرا اور آخری درجہ ہے صحابیات اسی پر عمل پیرا تھیں۔ حضرت عائشہ ایک گھر میں جہان آریں۔ میزبان کی دو لڑکیوں کو دیکھا کہ بے چادر اور بے ہنجر ہیں وہی حق ہیں تو آپ نے تاکید کی کہ آئندہ کوئی لڑکی بے چادر اور بے ہنجر نہ پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے۔

عربی بول چال

عربی اردو انگریزی

ایک عجیب و غریب کتاب جس کے ذریعہ بغیر استاد کے جدید عربی بول چال نہایت

آسانی سے سیکھ سکتے ہیں۔ قیمت حصہ اول ۶/۰ حصہ دوم ۱۰/۰

مکتبہ اسلام گورنمنٹ روڈ لکھنؤ

احتیاط کیجئے

بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو زندگی گزارنے کے ایسے ڈھنگ اور پاکیزہ اصول تعلیم فرمائے ہیں جو ہر حیثیت سے دینی ہوں یا دنیاوی سید مفید ہیں، آپ نے دنیا میں رہنے اور گراں مایہ زندگی کو مصیبت اور بلاؤں سے محفوظ رکھنے کی خاص تعلیم فرمائی ہے، غرض کوئی ایسی اہم اور مفید بات نہیں ہے جس کی آپ نے مرہبانہ ہدایت نہ دی ہو آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

میں محتاط رہتا ہوں کہ جیسے ایک غنیمت (باپ جو اپنی اولاد کو نقصان دہ چیزوں سے بچاتا اور ان کی کامیابی و بھلائی کی فکر میں لگا رہتا ہے) اپنی اولاد کیلئے اسی جذبہ کے تحت جہاں آپ نے اور بہت سے سبق دیئے ہیں حفظانِ صحت کے کچھ اصول بھی بتائے اور دفعِ مصرت کے طور پر چند ضروری تدابیر بھی تلقین فرمائی ہیں؛ ذیل میں اسی طرح کے چند مفید ٹکڑے پیش کئے جاتے ہیں جو زیادہ تر گھر کی لگاؤ و منتظر ہی کے خیال میں رکھنے کی چیز ہے۔ آپ نے فرمایا:

بہت ڈھانک رو پانی کے برتنوں کا صفحہ بائیس دو رات کو دروازہ بند کرنا اور بچوں کو رات کے وقت نہ نکلنے دو کیونکہ شیطان اگر اس وقت پھیل جاتے ہیں۔

قرآن مجید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت بھری نصیحتوں پر کہ دیکھو اگر پیئے کا پانی جو صراحیوں اور گھڑوں میں رہتا ہے کھلا رہا اور غفلت سے منہ بند نہ کیا گیا تو

اس میں کیڑے، مچھر، مکڑھی بلکہ سانپ کھچو جیسے موذی جانوروں کے گرنے کا ہر وقت خطرہ ہے اور پھر بے خبری میں وہ پانی پی لیا گیا تو نقصان اٹھانا پڑے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تپتی کتا بھی اس میں منہ ڈال دیں جس سے پانی میں جراثیم اتر جائیں اور صحت کو بگاڑ دیں آج ڈاکٹر بھی کہتے ہیں کہ دبا پینے کی چیزوں میں ہوتی ہے، اسی وجہ سے وہ ہانک کر پیتے ہیں کہ کنوئیں پٹاس سے صاف کئے جائیں اور ہم مسلمانوں کو اس کی اطلاع ساڑھے تیرہ سو سال پہلے ہی زبان رسالت سے مل چکی ہے۔ اور فرمایا:

”سوئے وقت چراغ گل کر دو، کیونکہ چوہا جلتی ہوئی بتی کھینک دیکھا دیتل کے لالچ میں بتی لے کر ادھر ادھر بھاگے گا، جس سے مکان میں آگ لگ جانے کا خطرہ ہے، اس طرح گھر والے بھی جل جائیں گے۔“

غالباً چوہے کو حدیث میں اسی بری عادت کی بنا پر فوجیستہ کہا گیا ہے جو رشتہ سے بنا ہے۔ الادب المفرد کے حوالہ سے ذیل میں اسی قسم کا ایک واقعہ درج کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک چوہا آیا اور چراغ کی طبتی بتی کھینچ کر بھاگنے لگا، کینز اس کا پیچھا کرنے کے لئے اٹھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا: اتنے میں چوہے نے جس چٹائی پر کینز بٹھی ہوئی تھی اس پر بتی ڈال دی جس سے ایک درہم کی گولائی بھر چٹائی چل گئی، تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم لوگ سونے کا ارادہ کرو تو چراغ بجھا دیا کرو۔ کیونکہ شیطان اس جیسے (چوہے) کو ایسی باتیں پڑھاتا ہے اور پھر وہ تمہارے گھر کو بھونک ڈالتا ہے۔

ہمارا آپ کا مشاہدہ ہے کہ گھاس پھوس کی کتنی کچھ چڑیاں صرف اس لئے جل گئیں تھیں کہ اندر جلتا ہوا چراغ چھوڑ کر لوگ باہر چلے گئے اور موقع پا کر چوہے نے اپنی فطرتِ خباثت سے طبتی ہوئی بتی بھت پر چوہا چا دی اور آنا فنا چھو نہ پڑی

سوال و جواب

مریم خاتون مبارک

س: پڑھی ہوئی چیز اٹھا لینے کا کیا مسئلہ ہے
ج: اگر کسی نے پڑھی ہوئی چیز اٹھائی تو اب مالک کا تلاش کرنا اور تلاش کر کے دیدینا
اُس کے ذمہ ہوگا۔ اب اگر پھر وہیں ڈال دیا یا اٹھا کر اپنے گھر لے آئی لیکن مالک کو تلاش نہیں
کیا تو گنہگار ہوئی خواہ ایسی جگہ پڑھی ہو کہ اٹھانا اس کے ذمہ واجب نہیں تھا یعنی کسی محفوظ
جگہ پڑھی تھی کہ ضائع ہو جانے کا ڈر نہیں تھا یا ایسی جگہ ہو کہ اٹھا لینا واجب ہو۔ تو
دونوں کا ہی حکم ہے اٹھا لینے کے بعد مالک کو تلاش کر کے پہنچانا واجب ہے۔ پھر
وہیں ڈال دینا جائز نہیں؛

خالہ حکیم مدراس

س: بٹی کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک۔

ج: بٹی کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن مکروہ ہے دوسرے پانی کے ہوتے ہوئے اُس سے
دفعہ نہ کرے اگر دوسرا پانی نہ لے تو اس سے وضو کرے۔ اگر دودھ سالن وغیرہ میں
نخہ ڈال دیا تو وہ بھی مکروہ ہے۔

س: سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا کیسا ہے۔

ج: جائز نہیں ہے۔ بلکہ ان کا استعمال کسی بھی طرح جائز نہیں ہے۔

ذائقہ

آلو، شکر قند اور اروی کی پوری

ان دو تین چیزوں میں سے چھو چا ہو! سے

پانی میں اہال لو کہ بالکل ہی گل جائیں پھر

اسے ہاتھ سے باریک کر لو کہ گٹتیاں وغیرہ نہ رہیں جب مثل آٹے کے ہو جائے تو شکر پسی

ہوئی ملا لویا پاکھ لو کہ میدہ ملانے پر ٹھیک ہو، پھر میدہ ملا کر گوندھ لو، میدہ ملانے وقت

تھوڑا گھی بھی ضرور ڈال کہ اگر دندن میں آدھ سیر ہو تو دو پسیہ بھر گھی ڈال کر خوب سانو پھر

لوئی چھوٹی چھوٹی بنا کر، بیلن پڑے، پد بیل بیل کر تلو مگر گھی یا تیل زیادہ ڈال کر تلو تھوڑے

میں کچے رہ جائیں گے، بہت تازہ میداں ہوں گے مگر سائقے وقت یہ خیال رکھو کہ میدہ جس

قدر جذب کر سکے، اتنا ہی ڈالو زیادہ نہ ہو کہ پانی ملانا پڑے اگر نکلین پکانا ہو تو شکر

ڈالو جب ذائقہ نیک اور گھی اور میدہ ملا کر سان لو برائے نام شکر بھی ڈال دو۔

باجرہ کی ٹکیاں

باجرہ کا آٹا صاف بنا ہوا تازہ پسا ہو۔ ایک سیر

شکر آدھ سیر ہی ہوئی دودھ جس قدر چاہو ہو

کے شکر ملا کر گوندھ لو اگر کڑا کے دار منظور ہو تو شکر تھوڑے دودھ میں ملا کر ایک منٹ

آگ پر رکھ دو، دودھ میں شکر ملا کر گوندھ لو اور خوب گوندھ لو کہ کس سے پائے، چھوٹی

چھوٹی ٹکیاں یا کھجور پاں بنا کر خشتا اس گکا کر تل لو۔

مہر ثانی حسنی نے تئویر پر پس لکھنؤ میں چھپو اگر دفتر رضوان، ۳ گون روڈ لکھنؤ سے شائع کیا